بسم اللہ الرحمن الرحیم

علمائے حق، مشائخ اور پاسبانِ علوم نبوت کے لیے ایک لمحہ فکریہ

امت مسلمہ کے عقائد واعمال اکابر دیوبند اور جماعت کے مخلص اکابر کی قربانیوں اور انتھک مجاہدوں سے درست ہوئے تھے، عوام کو علمائے دیوبند کے علم وفکر پر اعتمادِ کلی حاصل تھا، اُن کی طرف نسبت کرنے میں انھیں فخر تھا؛ لیکن مولانا محمد سعد صاحب اکابر دیوبند کے عقائد ونظریات اور اُن کے علم وفکر کے مقابلے میں باطل نظریات اور غلط افکار کی اشاعت کر رہے ہیں اور نام نہاد رجوع اور اِس جیسی تلبیسات کے سہارے ناواقف عوام کو اپنا معتقد بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اور اپنے ہاتھ پر اطاعت کی بیعت لے کر عوام پر تسلط حاصل کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں، انھوں نے سیدھے سادھے لاکھوں عوام کو وقت کے علمائے حق کے مقابل بنا کر گمراہی کے دہانے پر کھڑا کر دیا ہے، رجوع کے بعد سے اب تک خصوصا ۲۰۱۸ء کے بیانات سے یہ واضح ہوگیا ہے کہ وہ اپنی پچھلی روش سے نہیں ہٹے ہیں؛ بلکہ انحراف بڑھ گیا ہے۔

عند اللہ جوابدہی کا استحضار کرتے ہوئے غور فرمائیں کہ اگر کوئی شخص لاکھوں عوام کے سامنے اصرار کے ساتھ یہ کہتا ہو کہ:

- اللہ کے احکام فطری تقاضوں کے خلاف ہیں۔
- انبیاء کرام علیہم السلام کی قربانیاں اضطراری تھیں۔
- نماز مسجد کا ضمنی عمل ہے، اصل مسجد میں ایمان وعلم کے حلقے ہیں۔
- اعتکاف کی غرض خلوت کی عبادت کرنا نہیں ہے۔
- صالحین صوفی تھے، دین کے مددگار نہیں تھے، محنت والے نہیں تھے۔
- مرکز نظام الدین میں قیام کرنا ہجرت با تہ ہے۔
- دعوت کا طریقہ ایسا ہی متعین ومنصوص ہے جیسے نماز پڑھنے کا طریقہ ہے جو قیامت تک نہیں بدلے گا۔
- دین کی نصرت خود چل کر دعوت دینے کی خاص شکل میں منحصر ہے، کسی بھی کارِ خیر میں مال خرچ کرنا اسلام کی نصرت نہیں ہے۔
- حضور ﷺ نے بادشاہوں کے نام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے توسط سے جو خطوط ارسال فرمائے تھے، وہ دعوتی خطوط نہیں تھے۔
- دین کی تبلیغ واشاعت کی دوسری شکلیں خلاف سنت ہیں، جن سے ذمہ داری ادا نہیں ہو سکتی۔
- جماعتوں میں نکلنا دین سیکھنے کے لیے نہیں ہے؛ بلکہ نکلنا ہی اللہ تعالی کا امر ہے، جو نکلے بغیر پورا نہیں ہوگا۔
- اگر یوں بھی کہہ دیا کہ آج نہیں کل جماعت میں نکل جاؤں گا، تو حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ جیسا معاملہ ہوگا۔
- ان تنصروا اللہ ینصرکم سے مسلمانوں پر مال خرچ کرنا یا اغیار کے خلاف قوت جمع کرنا مراد نہیں ہے۔
- حالات کی بناء پر جماعت میں نہ نکلنے والے منافقین کے سوا کوئی نہیں ہونگے۔
- مرکزی مقام کو چھوڑ کر واپس چلے جانا ارتداد ہے۔
- مشورہ چھوڑ کر جانا تولی یوم الزحف (میدان چھوڑ کر بھاگنے) سے زیادہ سخت ہے۔
- دعوت کے کام کے اعتبار سے مرد اور عورت کی ذمہ داری میں بال کے برابر بھی فرق نہیں ہے۔
- گھر میں مستورات کے کیے جانے والے اعمال (مشورہ، اجتماعی تعلیم، قرآن کریم کا اجتماعی حلقہ وغیرہ) منصوص اعمال ہیں، اس کا انکار براہ راست قرآن کی آیت کا انکار ہے۔
- اس کام کے کسی جزء سے اختلاف کرنا محمد ﷺ کے طریقہ عمل کی مخالفت ہے۔
- دورِ صحابہ میں دعوت اصل تھی، اس کے ضمن میں تعلیم تھی۔
- مسجد کے باہر دین کی باتیں کرنا خلاف سنت ہے۔
- جو ہیئت اور احکام وآداب جماعت کی نماز کے ہیں، وہی مشورے کے بھی ہیں۔
- فاسق کی خبر کی تحقیق کا حکم اس کے فسق کو ظاہر کرنے کے لیے ہے، خبر کی تحقیق کے لیے نہیں ہے۔
- مسجد ضرار بنانے والے مسلمان تھے۔
- کائنات کی شکلوں کے ساتھ اللہ کے وعدے بھی نہیں ہیں اور قدرت بھی نہیں ہے۔

- میدان قتال میں تلوار چلانے کا حکم کلمہ پڑھوانے کے لیے ہے۔
- اللہ کی جو نصرتیں میدان قتال سے متعلق ہیں، وہی نصرتیں اجتماع کے میدان سے بھی متعلق ہیں۔
- اجتماع گاہ کے ستون اور رسیوں کے باندھنے میں فرشتے یقینی طور پر مدد کرتے ہیں۔
- اجتماع کی جمعیت میں اضافہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ انسانوں کی شکل میں فرشتے نازل کرتے ہیں۔
- الگ الگ پلیٹوں میں کھانا یہودیوں کا طریقہ ہے۔
- حضرت زینب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آپ ﷺ اپنے معمول سے ہٹ گئے، اسی وجہ سے آپ کو اذیت پہنچی۔
- نکاح کی حقیقت دو شرمگاہوں کا ملانا ہے، جو ایک گھٹیہ کام ہے۔

ان نظریات کے بعد بھی کیا ایسے شخص کے بیانات سننا، اُس کے ہاتھ پر بیعت ہونا اور اُس کو اپنا مقتدا ماننا جائز ہے؟

جب کہ ان جیسی سیکڑوں باتوں کے سننے سے عوام الناس میں غیر شعوری طور پر یہ زعم پیدا ہوتا جا رہا ہو کہ دین کا فہم، دین کا درد اور اس کا شعور بس ایک خاص طریقہ محنت میں محدود اور خاص دائرہ میں مخصوص ہے اور مولانا سعد دین کی جو تشریح کر رہے ہیں، اس کے بارے میں مولانا سے غیر وابستہ کسی دوسرے عالم دین پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا، صوفیاء کرام، اولیاء عظام دعوت کے فریضے کو ترک کرنے والے تھے۔

ان ہی کے نتائج ہیں کہ آج پوری دنیا اختلاف کی آگ میں جل رہی ہے، ہر طرف انتشار و خلفشار نظر آ رہا ہے، مولانا کے معتقدین کی طرف سے مساجد کو اپنی تحویل میں لیے جانے کی منظم تحریک شروع ہو چکی ہے، بیسوں مساجد سے ائمہ کو معزول کیا جا چکا ہے، علماء پر طعن و تشنیع، گالی گلوج حتیٰ کہ قتل و غارت گری کے دل خراش واقعات رونما ہونے لگے ہیں، اپنے معتقدین کو اطاعت کا سبق سکھانے والی شخصیت کے ایماء اور اشارے کے بغیر ایسے حالات کیسے بن سکتے ہیں؟

ایسی زبوں حالی میں عوام الناس کے عقائد و اعمال کے تحفظ کی ذمہ داری امت کے کس طبقے سے متعلق ہوتی ہے؟ ایسے حالات میں علمائے حق کا خاموش بیٹھنا اور لاکھوں عوام کو اپنی نگاہوں کے سامنے گمراہ ہوتے ہوئے دیکھتے رہنا کیا دینی حمیت کے خلاف نہیں؟ کیا یہ عند اللہ مداہنت فی الدین نہیں ہے؟ آج اگر ماضی کے اکابر موجود ہوتے تو کیا وہ خاموشی اختیار کرتے؟ کیا علمائے حق کا متحد و متفق ہو کر اس فتنے کا تعاقب کرنا وقت کا ایک اہم فریضہ نہیں؟ کیا کروڑوں عوام کو ایسے نظریات کے حامل شخص کے حوالہ کیا جا سکتا ہے؟ اسی نوے سال اکابر کی قربانیوں کے نتیجے میں بنی بنائی ایک دینی جماعت کا جب کہ استحصال کیا جا رہا ہو، کیا ایسے موقع پر ہمارا دینی و شرعی فریضہ نہیں ہے کہ اس جماعت کے تحفظ کے لیے سعی بلیغ کریں اور امت مسلمہ کے عقائد و اعمال کی تحفظ کے لیے کوشش کریں؟

واقعہ یہ ہے کہ ایک کم علم شخص حسب و نسب کی بنیاد پر چند نام نہاد علماء کے تعاون سے کھڑا ہوا اور اسیّ نوے سال اکابر کی قربانیوں کے نتیجے میں بنی بنائی ایک دینی جماعت پر تسلط حاصل کر کے اپنا ایک نیا راستہ بنانا شروع کیا، ابتدا میں وہ نئی راہ معصوم اور بے ضرر معلوم ہوئی، دیدہ ور علما بھی اسے نظر انداز کرتے رہے؛ لیکن وہ راہ جوں جوں آگے بڑھتی گئی، علماء کے طبقے میں احساس ہوتا گیا کہ دین سے الگ کوئی راہ بنتی جا رہی ہے، پھر جب اکابر دیوبند نے اس پر تنبیہ فرمائی، تو اصلاح حال کے بجائے معتقدین کے ذریعے ایک فتنہ کی صورت برپا کر دی گئی اور اس فتنے کی نسبت اُس طبقے کی طرف کرنے کا پروپگنڈہ کیا گیا جس نے انحراف کو انحراف کہا، کج روی کو کج روی بتایا، حالاں کہ کجی دوسری طرف تھی۔

اگر کوئی شخص علم و تحقیق کے نام پر صراط مستقیم سے انحراف کرتا ہے اور اپنے زور دماغ سے اسے دین حق کی ترجمانی اور اُس کی شرح قرار دینے کی سعی کرتا ہے، تو وہ خود بھی گمراہی کا شکار ہو جاتا ہے اور دوسرے لوگ بھی دھوکہ کھاتے ہیں؛ کیوں کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے یا کر رہا ہے، اسے دین کی ترجمانی اور اُس کی شرح قرار دے رہا ہے؛ گناہ سے نکلنا آسان ہے؛ مگر اِس جہل سے نکلنا مشکل ہے، اس لیے صاف ستھری راہ یہ ہے کہ جس راہ پر تمام امت چلی ہے، علما صلحا چلے ہیں، فقہا محدثین چلے ہیں، جو راہ روشن اور نمایاں ہے، جس کا ایک ایک مرحلہ اور ایک ایک منزل متعین ہے، جسے سب پہچانتے ہیں، اسی پر عوام الناس کے قلب اور قدم کو استوار رکھنے کی کوشش کی جائے، ورنہ زندگی کا کارواں اور سیدھے سادھے عوام الناس کا قافلہ کہاں پہنچے گا؟

ہندوستان کی تاریخ شاہد ہے کہ جتنے بھی فرقے وجود میں آئے، سب سے پہلے اکابر علمائے دیوبند نے اس کی بو محسوس کی اور اُس کے خلاف آواز اٹھائی جبکہ دوسرے بہت سے حضرات متردد تھے یا معمولی بات سمجھ کر نظر انداز کر رہے تھے؛ مگر جلد ہی حالات نے یہ ثابت کر دیا کہ اکابر علمائے دیوبند کو اپنی دینی حس اور ایمانی شعور سے جس فتنے کا ادراک آغاز کار ہی میں ہو گیا تھا، بعد میں اسی نے ایک مستقل فرقے کی شکل اختیار کی، قادیانیت سے لے کر فتنہ شکیلیت تک ہر باطل یا منحرف جماعت کو نمونہ میں پیش کیا جا سکتا ہے، اکابر دیوبند کی اتنی بڑی سطح پر مولانا سعد کے نظریات اور طریقہ کار سے اختلاف اور بے اطمینانی کا اظہار اُسی ایمانی شعور کا نتیجہ ہے۔

علم میں رسوخ رکھنے والے مخلص اور غیور علما آج بھی موجود ہیں جو صحیح علم اور سچے دین کے اوپر غلو، تحریف، غلط انتسابات اور بے جا تاویلات کے پڑے ہوئے غبار کو ہٹا کر صاف ستھرا اور واضح کرنے کی استعداد رکھتے ہیں، وفاق علمائے ہند ایسے اصحاب علم و بصیرت سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اس نازک وقت میں اپنے اکابر کے وارث ہونے کی حیثیت سے بلا خوف لومۃ لائم امت کی راہنمائی کریں۔ فقط والسلام۔ من جانب وفاق علمائے ہند۔